ڈاکٹر محمد افضال بٹ
صدر شعبہ اُردو
جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

ادب، زبان ولسانیات ایک جائزہ

It is necessary to read literature of specific country to assess its culture and civilization. Nations those give importance to their culture and traditions ever remain alive. While on the other hand nation having weak cultural and traditional values face downfall. Their Skelton become unsuccessful. In this article literature, cultural, language and politics have been discussed in all perspectives. This research will provide information to students, teachers and scholars for their articles..

ادب زندگی کے لیے ہوتا ہے اور اپنے سماجی پہلو کے بغیر زندگی کا تصور نامکمل ہے۔ادب ایک سماجی عمل ہے،ادب کے وسیلے سے مختلف سماجوں اور معاشروں نے اپنے مجموعی انداز فکر، رویوں، اپنی ثقافت اور اپنے شعور کا اظہار کیا ہے۔

> ادب معاشرے کی تعمیر وتشکیل میں حصہ لیتا ہے اور سماجی، معاشی، فکری، تہذیبی تمدنی میلانات، رجحانات پر اثر ڈالتا ہے اور نوع انسانی کے جذبات ومعتقدات کی تہذیب وتطہیر کرتا ہے غرض شعروادب تہذیب وتطہیر انفرادی کاوش ہوتے ہوئے بھی اپنے حلقہ اثر کے اعتبار سے ایک اجتماعی ادارہ ہے۔(۱)

ادب کو ہر مہذب معاشرہ صرف گہری توجہ کا مستحق ہی نہیں سمجھا بلکہ ادب کے آئینے میں اپنے بطون کو تلاش کیا ہے،اس سارے عمل کے لیے زبان ولسانیات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ہر زبان کا ایک سماجی، سیاسی، تہذیبی اور تمدنی پس منظر ہوتا ہے۔کسی معاشرے میں زبان کا مٹ جانا اس کی تہذیب وثقافت کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبان اپنی ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ثقافت کی ترقی زبان کی ترقی کا باعث بنتی ہے اور اس کی تنزلی زبان کی گم شدگی کی دلیل بن جاتی ہے۔بغور جائزہ لیا جائے تو سماج، ادب اور انسان کا زبان کے ساتھ بڑا گہرا اور مظبوط رشتا ہوتا ہے۔خاص طور پر انسان کی ذات سماجی تعلقات زندگی کے تجربات ماحول ثقافت سیاسی اور جغرافیائی حدود سے بہت مظبوط ربط ہوتا ہے اور انسان ترسیل اظہار کے لیے صرف زبان کا ہی محتاج ہوتا ہے۔

> زبان ہی اظہار خیال کا وہ وسیلہ ہے جس میں ہم آوازوں، بامعنی آوازوں علامتوں اور اشاروں کے ذریعے ایک فرد دوسرے فرد، ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک نسل سے دوسری نسل

اور ایک عہد سے دوسرے عہد تک اپنی احساسات، خیالات، تجربات اور ان کے نتائج منتقل کرتے ہیں اور علم وحکمت میں اضافہ کرتے ہیں۔ (۲)

مختصر یہ کہ زبان انسان کی زندگی کی اہم ضرورت اور انسانی تہذیب وتمدن کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اس کے بغیر انسان کا تصور بھی ممکن نہیں، زبان اور معاشرت کا ربط ہمیشہ جاری رہنے والا ہے۔ زبان کے بغیر سماج، ادب اور سماج وادب کے بغیر زبان کا تصور کرنا محال ہے یہی وجہ ہے کہ زبان کو فطری عمل سے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

زبان انسانی خیالات اور احساسات کی پیدا کی ہوئی ان تمام عضوی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جن میں زیادہ تر قوت گویائی شامل ہے اور جن کو ایک دوسرا انسان سمجھ سکتا ہے اور جس وقت چاہے اپنے ارادہ سے دہرا سکتا ہے۔۔(۳)

زبان اظہار کا ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کسی قوم کی روایات، اخلاقی اقدار اور تہذیب وثقافت کا آئینہ دار بھی ہوتی ہے۔ (۴)

لسان: یہ لفظ لغت کے اعتبار سے عربی زبان کا ہے جس کے معنی بولی، بھاشا کے ہیں جبکہ لسانیات کے لغت کے اعتبار سے (معنی) زبان کی ابتدا اور ارتقاء اور اس کی تشکیل کے قانون کا علم، زبان کی تاریخ کا علم زبانوں کا تقابلی مطالعہ۔ (۵)

لسان زبان عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب زبان ہے۔ لسانیات بنیادی طور پر وہ علم ہے جس کا تعلق لسان سے ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ لسانیات کا سادہ طلب وہ علم ہے جو زبان اور اس کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے Linguistic کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ لسانیات Linguistic کا اردو ترجمہ ہے، فلالوجی Philogy کی اصطلاح لسانیات کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی ہے لیکن فلالوجی ایک وسیع تر اصطلاح ہے جس کے مفہوم میں زبان کے سائنسی مطالعے کے علاوہ ادبیات کا سائنسی مطالعہ بھی شامل ہے۔

لسانیات اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے زبان کی ماہیت، تشکیل، ارتقاء، زندگی اور موت کے متعلق آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ لسانیات میں زبان کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے بحث ہوتی ہے جس میں دیکھا جاتا ہے کہ زبان پیدا کب ہوتی ہے اور اس کی تشکیل اور ارتقاء کن مراحل سے گزر کر ہوتا ہے جب ہم بڑی باریک بین سے لسانیات کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ لسانیات سے مراد وہ علم ہے جس میں زبان کا سائنس کے ذریعے مطالعہ کیا جاتا ہے چوں کہ سائنس اس علم کو کہتے ہیں جو مشاہدات وتجربات سے حاصل ہوتا ہے لہذا زبان کا وہ علم جو سائنسی طریقوں سے حاصل ہے لسانیات کہلاتا ہے۔

زبان ایک پیچیدہ مسلہ ہے اور اس میں کیا چیز پہلے بیان کی جائے گی اور کیا چیز بعد میں

یہ باتیں باقائدگی سے بیان کی جانی چاہییں مثلاً زبان میں بنیادی اکائیاں آوازیں ہیں جولسانیات
کے مطالعہ کا مواد ہیں۔اس لیے عموماً آوازوں کی نوعیت اور ان کا انفرادی طور سے تجزیہ اور بیان پہلا قدم
ہونا چاہیے اس کے بعد ہی بڑی اکائیاں بیان کی جانا چاہییں۔(۶)

زبان کے تعلیمی کام میں لسانیات کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ اس نے زبان کی ماہیت کے شعور کو عام کیا ہے۔یعنی یہ بتایا ہے کہ زبان اصل میں ہے کیا۔کیا مغرب میں زبانیں پڑھانے کے طور طریقوں میں جو تبدیلیاں لائیں گئیں،ان میں بیشتر کی وجہ یہ ہے کہ لسانیات نے زبان کو فسانہ وفسوں (Myth) کی دنیا سے نکال کر سائنس کی معروضی روشنی میں پیش کیا ہے اور اس کی اصلیت سے نقاب اُٹھائی ہے۔زبان آوازوں کا مجموعہ ہے (Language is Vocal) زبان بنیادی طور پر بول چال ہے۔تحریر اس کا ثانوی اور ملفوظی روپ ہے۔زبان تغیر پر چیز ہے۔زبان کا اپنا نظام ہوتا ہے۔ (۷)

زبان علامتوں کی صورت میں اظہار باندھتی ہے۔اب تک ضرورت کے تحت زبان وجود میں آ گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان بولنے کی صلاحیت دی ہے۔زبان انسانی ذہن کی پیداوار ہے۔زبان انسانی خیالات واحساسات کی پیدا کی ہوئی ان تمام عضوی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جن میں زیادہ تر قوت شامل ہے اور جن کو ایک دوسرا انسان سمجھ سکتا ہے اور جس وقت چاہے اپنے ارادہ سے دہرا سکتا ہے۔زبان دنیا ہی میں ہے۔زبان آوازوں کی صورت میں پرندوں میں اور پھر انسانوں کو منتقل ہوگئی۔اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اشاروں کے سمجھنے کا نام زبان ہے۔

زبانیں انسانی خوف یا لالچ کی وجہ سے یا تجربے کی وجہ سے بنی ہیں۔یہ زبان ہی ہے جس کے سہارے ہم وسائل حل کر رہے ہیں اور مسائل پیدا بھی ہو رہے ہیں۔زبان آپس میں ان اصوات کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے ہم ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں۔ ماہرین لسانیات نے زبان کی تین سطحوں (Hierarchies) کو تسلیم کیا ہے۔ایک (Phonology) یعنی صوتیات،دوسری (Morphology) یعنی لفظیات اور تیسری (Syntax) یعنی۔زبان کے نظام کی کارفرمائی ان سب سطحوں پر دیکھی جا سکتی ہے۔گرامر کا تعلق زبان سے ہے جب کہ اسٹائل نام ہے۔

لسانیات:۔یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے سے زبان ماہیت (Whats Language) تشکیل،ارتقاء،زندگی اور موت (زبان کی) متعلق آگاہی حاصل ہوتی ہے۔یہ عجیب بات ہے کہ کائنات اور معاشرت انسان کے متعلقہ علوم میں لسانیات کو جو اہمیت حاصل ہے،اس کا احساس ابھی ابھی پیدا ہوا ہے۔زبان اور مختلف علوم سے ہے۔لسانیات زبان کا سائنسی مطالعہ ہے۔

زبان اور لسانیات کو اگرچہ ایک ہی معنی پہنانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن ان میں بہر حال اختلاف اپنی جگہ موجود ہے لسانیات ایک الگ موزوں ہے جس کی اپنی اہمیت ہے اس ضمن میں میرا اپنا خیال ہے کہ زبان سے اگلا قدم جو اٹھایا جاتا ہے وہ لسانیات کی حدود میں پڑتا ہے۔

Like so many other sequence ,linguistics took its modern form as a seperate academic discipline in the ninteen centuary.(۸)

لسانیات سے زبان کے مطالعے میں جو مدد مل سکتی ہے، اس بارے میں بعض بنیادی باتیں، اُردُو کی تعلیم کے لسانیات پہلو' (دہلی 1963) کے پہلے حصے میں تفصیلاً موجود ہیں۔لسانیات میں اس بات کو جاننے کی برابر کوشش کی جارہی ہے کہ زبان کی بنیدی ممیز اکائی (Ultimate Discrete Unit) کیا ہے، اور ذہن انسانی اس کا ادراک میوں کرتا ہے۔زبان جملوں سے مل کر بنتی ہے، جملوں لفظوں سے اور لفظ صرفیوں (Morphemes) سے تشکیل پاتے ہیں صرفیے اپنی جگہ پر آوازوں سے مل کر بنتے ہیں اور وہ آوازیں جو معنی کی تفریق میں مدد دیتی ہیں، یعنی زبان کے اندر دوسری تمام آوازوں سے باہمد گر متضاد ہوتی ہیں، فونیم کہلاتی ہے۔اس بارے میں ڈاکٹر گوپی چند نرنگ کہتے ہیں۔

" زبان کی بنیادی ممیز اکائیوں کی تلاش کی اولین نقش سنسکرت گرامر نویسوں کے اس نظریے میں ملتا ہے جو "سپھوٹ" کے نام سے مشہور ہیں۔جدید دور میں اس سے متعلق باقاعدہ تحقیق انیسویں صدی کے آخر میں یورپ میں شروع ہوئی اور پہلی جنگ عظیم کے بعد اس میں زیادہ دل چسپی لی جانے لگی" (۹)

احتشام حسین نے لسانی خدمات کے سلسلے میں درج ذیل تحریریں شائع کیں۔

(۱) اُردُو کا لسانیاتی مطالعہ---ادب اور سماج----۱۹۴۸

(۲) ہندوستانی لسانیات کا خاکا---مقدمہ------۱۹۴۸

(۳) اُردُو کے لیے ہندی رسم الخط---ہماری زبان----۱۵جون ۱۹۵۸

(۴) زبان اور تہذیب----افکار و مسائل----۱۹۶۲

(۵) صحت زبان کے لسانیاتی پہلو----افکار و مسائل----۱۹۶۲

(۶) پاکستانی میں اُردُو---ذوق ادب اور شعور-----۱۹۵۵

(۷) زبان اور رسم الخط---ذوق ادب اور شعور-----۱۹۵۵ (۱۰)

احتشام حسین نے یہ محسوس کیا تھا کہ زبان کا جو تصور عام طور پر رائج ہے وہ زوال آمادہ اور گم راہ کن ہے۔کہیں اس مذہبی برتری

کے لیے، کہیں علاقائی برتری کے لیے اور کہیں سماجی برتری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ زبان کے استحصالی روپ ہیں، جس میں اس کی اصلیت اور ماہیت کو اور اس کی سماجی اور عوامی ضرورتوں کو جن کی وجہ سے زبان وجود میں آتی ہے، نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ احتشام حسین کو ان مسائل کے بارے میں سوچتے ہوئے سائنسی اور معروضی نظر لسانیات سے حاصل ہو سکتی تھی جو ایک سماجی سائنس ہے اور جو زبان کی بنیدی طور پر ترسیل اور افہام و تفہیم کی چیز سمجھتی ہے، جو زبان کی عوامی بنیاد پر اصرار کرتی ہے اور زبان کو طبقاتی، نسلی، مذہبی یا علاقائی برتری کے حربے کے طور پر استعمال کیے جانے کی شدید مخالفت کرتی ہے۔

زبان انسانی تہذیب اور نوع انسان کی تاریخ کا ایک شعبہ ہے۔ زبان متعدد علوم سے استعانت کرتی ہے لیکن باوجود اس کے انسان کا ذہن افکار کے اظہار کی تلاش اور چھان بین میں زبان کی ترقی و حک معضلات اور روابط نتائج کے درمیان ایک قسم کی حد وسطی ہے۔ تاریخ کی مانند ابان کی بھی تحلیل علمیہ مثل کیمیا اور طبیعات کے ایک معمل میں ناممکن ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ معمل میں اسی شے کا دخل ممکن ہے۔ جو امر واقعہ ہو اور قانون قدرت کے کلیہ کے تحت جگہ پا سکے۔ ابان امر واقعہ تو ہے مگر بہ تقاضائے نوعیت ہمیشہ معرض تغیر میں ہیں اور یہی مابہ الامتیاز لسانیات کو دوسرے علوم سے حاصل ہے۔

اُردو کوئی مذہبی زبان نہیں بل کہ ہندوستان کی مشترکہ سیکولر تہذیب کی نمائندگی زیادہ واضح شکل میں کرتی ہے۔ اُردو ہندی کے مقابلے ایک الگ، آزاد اور مستقل زبان ہے جس کے پیچھے بہت سے لسانی، ادبی، تاریخی اور یہذہی اسباب و افکار ہیں جنہیں ایک بڑی لسانی اقلیت کو کچلے اور درہم برہم کیے بغیر بدلا نہیں جا سکتا یہی صورت اس کے رسم خط کی بھی ہو گئی ہے جو تقریباً آٹھ سو سال سے اس کے تحریری اظہار کا ذریعہ بنا ہوا ہے اور نفسیاتی طور پر اس زبان سے وابستہ ہو گیا ہے۔

اُردو الفاظ اور اس الفاظ کے بارے میں انشا اللہ خاں لکھتے ہیں۔

> ”جو لفظ اُردو میں آیا وہ اُردو ہو گیا، خواہ وہ لفظ
> عربیہو یا فارسی، ترکی ہو یا سریانی، پنجابی ہو یا
> پوربی، اصل کی رو سے غلط ہو یا صحیح، وہ لفظ اُردو
> کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے خلاف ہو تو بھی صحیح۔
> اس کی صحت اور غلطی اس کے اُردو میں رواج پکڑ
> نے پر منحصر ہے۔ کیونکہ جو چیز اُردو کے خلاف ہے
> وہ غلط ہے گو اصل میں صحیح ہو اور جو اُردو کے موافق
> ہے وہی صحیح ہے خواہ اصل میں صحیح نہ بھی ہو“۔ (۱۱)

زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ خود اختیاری ہے۔ زبان مین شامل آواز یا آوازوں کے سلسلے سے جو شکلیں بنی ہیں ان میں اور ان کے معنی میں کوئی فطری یا منطقی تعلق نہیں ہوتا۔ زبان کی ایک صفت سے بھی ہے کہ آوازوں کی ترتیب اور ان کے معنی میں جو تعلق ہے

وہ ہر زبان میں رواجی ہے تا کہ الفاظ کے حروف میں کوئی منطقی بات ہے مثلاً لفظ ''پانی'' میں ''پ ان ی'' آوازیں ہیں۔ ان آوازوں کی اس ترتیب سے مراد وہ چیز ہے جو لوگ بجھانے کے لیے عام طور پر پیتے ہیں''۔

لسانیات میں زبان کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ (انسانی) زبان سے ہی متعلق ہے اس میں کسی دوسرے نظام کا مطالعہ نہیں کیا جاتا مثلاً جانور بھی آپس میں بات چیت کرتے ہیں لیکن لسانیات میں سوائے انسانی زبان کے کسی اور طرف دھیان نہیں دیتے۔

المختصر: لسانیات اپنے وسیع مفہوم میں سماجی علم ہے زبان سماجی تشکیل ہے لسانیات اس تشکیل کی نوعیت اور اس میں مضمر و کارفرما قوانین اور اس کے ارتقا کا مطالعہ کرتی ہے اس علم کی نوعیت بالائی نظر میں وہی ہے جو بشریات، عمرانیات، تاریخ اور نفسیات کی ہے مگر چوں کہ لسانیات کا معروض یعنی زبان، ثقافتی، عمرانی اور ذہنی تشکیلات سے مختلف اور بعض صورتوں میں ان سب پر حاوی ہو جاتی ہے اس لیے لسانیات دیگر سماجی علوم کے مقابلے میں کچھ مختلف ہو جاتی ہے اور ان پر حاوی بھی ہو جاتی ہے اس لیے یہ کہنا مناسب ہے کہ لسانیات بشریات، عمرانیات، تاریخ اور نفسیات کے مقابلے میں سماج اور ادب کو اور طرح کی مدد فراہم کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ نیا دَور۔ لکھنؤ۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر۔ جون جولائی ۱۹۸۵ء ص۔۴

۲۔ اُردو زبان اور لسانیات۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ سنگِ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۷ء ص۔۳۳۲

۳۔ ہندوستانی لسانیات کا خاکا۔ طبع ۱۹۵۷ء ص۔۷ (احتشام حسین)

۴۔ احتشام حسین۔ مضمون مذکرہ صدر۔ ص۔۱۵

۵۔ دریائے لطاف۔ ص۔۲۵۳ مطبوعہ انجمن ترقی اُردو ۱۹۳۵ء

۶۔ خطبات مدراس۔ سید سلیمان ندوی۔ دیباچہ ص۔۶ مکتبہ جویریہ ۱۸۔ اُردو بازار لاہور۔ پاکستان

۷۔ خطبہ ''سیرت محمدی کا تاریخی پہلو''۔ سید سلیمان ندوی۔ خطبات مدراس۔ ص۔۶۰ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ۔ اُردو بار دو بازار لاہور۔

۸۔ باسورتھ اسمتھ کی کتاب ''لائف آف محمدؐ'' پر خطبات۔ ص۱۰۵ء

۹۔ خطبہ ''کاملیت'' خطبات مدراس۔ سید سلیمان ندوی ص۔۶۴۔۶۵۔ مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

۱۰۔ تہذیب التہذیب۔ سید سلیمان ندوی جلد ۱۱ ص۔۱۳۰

۱۱۔ ڈاکٹر فطہر محمود شیرانی۔ حافظ محمود شیرانی اور ان کی علمی و ادبی خدمات۔ جلد اول۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۹۳ء ص ۲۱